مجسمہٴ رحمت و شفقت[1]

از قلم پیر طریقت رہبر شریعت شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا محمد طاہر بخشی نقشبندی مجددی عباسی حنفی، المعروف محبوب سجن سائیں مدظلہ العالی

یہ مسکین، ناتواں، غلام اس وقت بہت کم عمر تھا جب حضرت خواجہ غریب نواز پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ اس وقت اس ناچیز کی عمر کم و بیش ڈیڑھ سال رہی ہوگی۔ لیکن اس ناچیز نے اپنے قلب کو ہمیشہ حضور کے پیار و شفقت کا اسیر پایا ہے۔ حالانکہ سن شعور میں اس ناچیز نے نہ آپ کی زیارت کی اور نہ صحبت۔ اس عاجز کو اچھی طرح یاد ہے جب یہ ناچیز اپنے مرشد مربّی مہربان سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حضور کے روضۂ انور پر حاضر ہوا تھا۔ یہ اس ناچیز کی آنجناب سے پہلی صحبت تھی جو کہ سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد ہوئی۔ اس وقت مرشد مربّی مہربان سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب کیفیت تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر لرزہ طاری تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل جاری تھا، گردن مبارک جھکی ہوئی تھی اور آپ کی محبت اور عشق میں والہانہ پن پایا جاتا تھا۔ جب آپ مزار پُر انوار کے سامنے بیٹھے تو یہ منقبت پڑھنا شروع کی۔

مرشد مربي مهربان ڪر صاف دل جو هي صحن،
هن قيد کان آزاد ڪر تان وڃين ڏسان پنهنجو وطن.

1 یہ مضمون الطاہر سلسلہ ۱۹ برائے اپریل ۱۹۹۱، صفحہ ۸ تا ۹ میں شایع ہوا۔

اس صحبت میں عاجز کو معلوم ہوا کہ اپنے شیخ کے آداب کس طرح بجا لائے جاتے ہیں، پیر کامل کو کس طرح خوش کیا جاتا ہے۔

بے شک حضرت رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عاجز نے زیارت نہیں کی، لیکن آپ کا جلوہ اور عکس اپنے مرشد مربی مہربان سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکت میں اچھی طرح محسوس کیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیوضات و برکات سے ایک زمانہ مستفیض ہوا۔ آپ پنجاب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے سندھ تشریف لائے اور اہلِ سندھ کو تصوف اور طریقت کی حقیقت سے واقف کیا۔ اہل سندھ کو آپ کی آمد کے بعد ہی معلوم ہوا کہ ولی کامل کی علامات کیا ہوتی ہیں؟ اور رسمی پیری مریدی کیا چیز ہے؟ اور فیض کی حقیقت کیا ہے؟ مرید صادق کامل ولی کے فیض سے مستفیض ہونے کے بعد مرید کیا درجات پاتا ہے؟ ورنہ عام طور پر یہاں سندھ میں پیر کے ہاتھ کو پکڑنا (بیعت کرنا) ایک رسم بن چکا تھا۔ اور رسومات کی طرح اس رسم کو بھی پورا کیا جاتا تھا۔ بغیر یہ سوچے کہ بیعت لینے والا کامل ہے یا نہیں اور ہاتھ پکڑنے والے کے دل میں صدق اور حصول فیض کا جذبہ بھی ہے یا نہیں، حالانکہ پیر کامل کی محبت کے بغیر انسان اپنی پیدائش کے مقاصد سے ہی بے خبر رہتا ہے۔

پیر کے ہاتھ پر بیعت کے مقاصد اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان اور محبت، غیر اللہ کی محبت سے آزادی، آخرت کا فکر، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور تقویٰ، اخلاص، احسان جیسی کیفیات کا حصول ہے۔ حضرت نعمان بن ثابت، امام شافعی، امام غزالی اور حضرت فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب بلند پایہ عالم اور اپنے فن کے امام گزرے ہیں۔ پھر بھی کاملین کی صحبت کے متلاشی رہے، اور تعلیم و تعلم سے وقت نکال کر حصول فیض کے لئے کاملین کی صحبت میں جانے کی ضرورت محسوس کی۔ جبکہ آج کا معاملہ کچھ اور ہے۔ اسی ضمن میں حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کے مرید نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی داڑھی سنت کے مطابق رکھتے ہیں۔ بلکہ نسوار کی ڈبیہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور سرخ رومال اپنے کندھوں پر لٹکائے

رکھتے ہیں۔ نسوار سونگھنے کے بعد اس رومال سے ناک صاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پیر کی سنت ہے۔ ہم انہیں کہتے تھے آپ نسوار اور سرخ رومال کی سنت ادا کرتے ہو، لیکن نماز نہیں پڑھتے حالانکہ آپ کے پیر تو پنج وقتہ نماز پڑھتے تھے اور داڑھی بھی سنت کے مطابق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ کی سنتیں کیوں بھلا دی ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے شیخ کی تصویر کھنچوا کر اپنے پاس رکھتے تھے۔ ان کے مریدوں میں سے ایک مولوی صاحب کے ساتھ تبلیغی سفر کے دوران ہماری ملاقات ہوگئی۔ ہم نے اس کو ذکر قلبی کی تحریص دی اور جب وہ آمادہ ہوا تو ہم نے اس کو ذکر قلبی سکھایا۔ بعد میں اس مولوی صاحب نے تلاوت کرنا چاہی اور قرآن شریف کھولا تو قرآن مجید میں سے اس کے پیر کی تصویر نکلی۔ مولوی صاحب نے وہ تصویر بڑی عقیدت سے ہمیں دکھائی، پھر قرآن شریف رکھ کر تلاوت شروع کردی۔ ہم نے سوچا کہ اس عالم کو ہم کیا سمجھائیں، اس نے خود احادیث میں تصاویر کی ممانعت پڑھی ہوگی، پھر بھی عمداً قرآن مجید میں تصویر رکھتا ہے۔ کوئی جاہل ہوتا تو اس کو سمجھاتے۔

حضور کے اس بیان کردہ واقعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پیری مریدی کا کیا تصور پایا جاتا تھا۔ خائف خدا، بے طمع مرد کامل کا ملنا محال ہوگیا تھا۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ پیر با طمع رہزن، یعنی جس پیر کے دل میں طمع ہو وہ پیر نہیں رہزن ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم کا یہ اثر تھا کہ پورے گھرانے میں سے ایک فرد آپ کے حلقۂ ارادت میں آ جاتا تو پورے خاندان کی کایا پلٹ جاتی۔ سب کے سب ذاکرین و متقین کے زمرہ میں داخل ہوجاتے۔ چھوٹے بڑے سب نمازی پرہیزگار بن جاتے۔ جس قدر تعداد میں مرد حضرات آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے تقریباً اتنی ہی تعداد میں خواتین بھی آپ کے فیض پرتاثیر سے مالا مال ہوئیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ خود نیک نمازی حاجی حافظ، مگر گھر میں دیکھو، ماں، بہن، بھائی اور بیٹے بیٹیاں نماز نہیں پڑھتے۔ ان لوگوں کی توجہ اگر اس طرف مبذول کرائی جائے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کیا کریں وہ خود جانیں۔ آپ فرماتے اگر گھر کو آگ لگ جائے اور ہمارے اہلِ خانہ چھوٹے بڑے گھر میں موجود ہوں تو کیا ہم خاموش رہیں گے؟ چیخ و پکار نہیں کریں گے؟ لوگوں کو مدد کے لئے نہیں پکاریں گے؟ انسانو! غور کرو، دنیا کی آگ اپنے اہلِ خانہ پر برداشت نہیں کرتے اور آخرت کی

آگ جو اس سے ستر گنا زیادہ تیز ہے اس سے انہیں بچانے کی کوشش نہیں کرتے۔

حضرت کے اس فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ مستورات کی تعلیم کے لئے اندر مدرسہ کا انتظام ہوا اور خواتین کثیر تعداد میں نہ صرف نمازی، روزہ دار بنیں، بلکہ ضروری مسائل کی عالم بن گئیں۔

حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ پر نہایت درجہ مہربان اور شفیق تھے۔ جس وقت درگاہ رحمت پور شریف میں گھر کی تعمیر کے لئے پلاٹ تقسیم ہو رہے تھے تو حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک پلاٹ دیا گیا جو کہ حضرت کی حویلی مبارک سے کافی دور تھا۔ حضرت یہ برداشت نہ کرسکے کہ ہمارا محبوب مرید ہم سے دور ہو، آپ نے خصوصی طور پر اپنی حویلی سے بالکل ملحق پلاٹ عطا فرمایا جہاں پر آپ نے گھر تعمیر کرایا، وہ گھر آج تک موجود ہے۔ اسی گھر میں اس عاجز کی ولادت ہوئی۔ جس دن یہ عاجز تولد ہوا اس عاجز کے والد گرامی حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ دین پور شریف گئے ہوئے تھے، گھر میں کوئی مرد موجود نہ تھا جو کہ اس عاجز کے کان میں اذان کہتا۔ حضرت رحمت پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اذان دینے کے لئے اپنے گھر لانے کا امر فرمایا۔ حضرت کے اہلِ خانہ فرماتے ہیں کہ حضور نے کان میں اذان کہی اور کافی ساری آیات پڑھ کر دم فرمایا اور آپ عاجز کی ولادت پر بیحد مسرور ہوئے۔ آپ کے اہلِ خانہ فرماتے ہیں کہ آپ نے خاندان سے باہر کسی بچّے پر کبھی اس قدر مہربانی نہیں فرمائی اور پھر سات دن بعد حضرت سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے اس عاجز کا عقیقہ کیا تو حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر رونق افروز ہوئے، کھانا تناول فرمایا اور اس عاجز کا نام تجویز فرمایا۔